نقدِ نذیر احمد، مطبوعہ کتب کی روشنی میں

ڈاکٹر سجاد نعیم*

Abstract:

This research article deals with Naqad-e-Nazir in Urdu literature. Nazir Ahmad is regarded the pioneer of Urdu novel. His literary achievements have been appreciated for long. The criticism that have been written about him is satisfuctory both in quality and quantity. Nazir Ahmad and Qurat-ul-Ain Haider are such novelists who have been the subject of crticism. In this article, the criticism that is written on the novels of Nazir Ahmad has been highlighted for the fist time. From this article new ways of research and innovative propensity towards research will be explored.

مولوی نذیر احمد اردو زبان کے پہلے ناول نگار تھے۔ان کے ناول ''مراۃ العروس'' ۱۸۶۹ء کی اشاعت سے اردو زبان میں ناول کی صنف کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ یہ محض اتفاق تھا کیوں کہ کتاب لکھتے وقت نذیر احمد کی غرض صنفِ ناول کا نمونہ پیش کرنا نہیں تھا بلکہ اپنی بیٹی سکینہ کی تعلیم و تربیت اور دلجوئی مقصود تھی۔اس وقت تک لڑکیوں کی تعلیم کو اتنا ضروری نہیں سمجھا جاتا تھا اور نہ ہی ان کی تعلیم کا مسلمان گھرانوں میں خصوصیت سے اہتمام کیا جاتا تھا۔ ایسے میں مفید اور معیاری کتب کا مہیا ہونا بھی خاصہ دشوار کام تھا۔ان حالات میں نذیر احمد نے اپنی جودتِ طبع کو کام میں لاتے ہوئے خود ہی ایک کتاب لکھنے کا فیصلہ کیا جس میں پند و نصائح کو قصے کی شکل میں دلچسپ انداز سے پیش کرنے پر توجہ صرف کی گئی، یوں اردو کا پہلا ناول وجود میں آیا۔نذیر احمد کے سامنے چونکہ فنی قیود نہیں تھیں اس لیے انہوں نے آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کو پیش کیا۔

* شعبہ اردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

''مراۃ العروس'' کی اشاعت کے ساتھ ہی نذیر احمد کی مقبولیت دو چند ہوگئی۔ناول کی اشاعت سے قبل مولانا کی شہرت ایک عالم، مترجم اور اعلیٰ منتظم کے حوالے سے تھی۔اب باقاعدہ ان کی ادبی حیثیت بھی تسلیم کی جانے لگی۔عوامی سطح پر ہی نہیں بلکہ سرکار کی طرف سے بھی نذیر احمد کو خاص پذیرائی حاصل ہوئی۔اخبارات میں اس نئی صنف کے خوب چرچے رہے اور تبصرے بھی شائع کیے گئے۔یہیں سے نقدِ نذیر کا آغاز ہوا۔نذیر احمد کے اولین ممدوحین حکومت وقت میں عمل دخل رکھنے والے انگریز تھے۔اس حوالے سے مسٹر کمپسن (ڈائریکٹر آف انسٹرکشن) اور سر ولیم میور کے نام خاص اہمیت کے حامل ہیں جن کے تبصرے اس ناول کے حوالے سے شائع ہوئے۔مراۃ العروس کے بعد نذیر احمد نے چھ مزید ناول لکھے جن کی خوب پذیرائی ہوئی اور اس دور کے اخبارات ورسائل میں تقریظیں شائع ہوئیں۔تاہم نقدِ نذیر کا باقاعدہ آغاز ۱۹۱۲ء میں ''حیات النذیر'' کی اشاعت سے ہوا۔اس مقالے میں ''حیات النذیر'' سے شروع ہونے والے نذیر فہمی کے سلسلے کا جائزہ لیا جائے گا، تاکہ اندازہ ہو سکے کہ اردو کے اولین ناول نگار کے حوالے سے تحقیق وتنقید کی کیا صورتحال ہے۔

تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو ''حیات النذیر'' پہلی کتاب ہے جس میں کسی ناول نگار اور اس کے فن کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔اس کتاب کو افتخار عالم بلگرامی نے ۱۹۱۲ء میں تصنیف کیا۔

افتخار عالم بلگرامی نے ڈپٹی نذیر احمد کی زندگی میں ہی ان کے سوانح لکھنے کا کام شروع کیا جو ان کی وفات کے بعد شائع ہوسکا۔یہ ڈپٹی نذیر احمد پر پہلی تفصیلی اور ضخیم کتاب ہے۔یہ کتاب نذیر احمد پر لکھنے والوں کے لیے بنیادی حوالہ کا درجہ رکھتی ہے۔حیات النذیر کے پانچ حصے ہیں، جن میں پانچواں حصہ مولانا کی تصنیفات کے متعلق ہے، جبکہ ضمیمہ کے طور پر ششم اور ہفتم دو حصے بنائے گئے ہیں۔جن میں ان کے ناول، تراجم اور لیکچرز کے متعلق تبصرے شامل ہیں۔اس حصے میں ناولوں سے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس کو تنقیدی تجزیہ تو نہیں کہا جا سکتا البتہ تحقیقی حوالے سے یہ حصہ اہم ہے جس میں نذیر احمد کے تخلیقی عمل سے متعلق ضروری معلومات دی گئی ہیں۔یہاں پر موضوعات سے متعلق مختصر اظہار کے بعد ناولوں سے طویل نمونے تلخیص کے انداز میں درج کر دیے گئے ہیں۔ناولوں پر لکھے گئے تبصرے بھی کتاب کا حصہ ہیں۔

اس کتاب میں نذیر احمد کے تمام ناولوں کو موضوع بنا کر نا صرف خلاصے بیان کئے گئے ہیں بلکہ بعض جگہوں پر مصنف نے جدید تنقیدی انداز بھی اپنایا ہے۔مصنف نذیر احمد پر بات کرتے ہوئے مختلف حوالوں سے اپنی بحث کو مدلل بناتے ہیں اور ان حوالوں کی مدد سے ناول کا تجزیہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔مثلاً ''بنات النعش'' پر کیمپسن ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن کی رائے کو کچھ یوں بیان کیا گیا ہے۔

''میری رائے یہ ہے کہ مصنف اپنے نقش اولین پر سبقت لے گیا ہے۔ مصنف نے پھر ایک نمونہ ایسا پیش کیا ہے کہ اُردو تحریر ایک فہمیدہ عالم کے قلم سے بلا ترغیب مبالغہ اور نمائش کے لکھنا ممکن ہے۔ بلکہ یہ نقشِ ثانی نقشِ اولیں سے زیادہ قابل قدر ہے۔ اس لیے کہ اس میں زیادہ تر مضامین معلوماتِ عامہ اور علمی مذاق کے ہیں۔ بڑا نقص اس کتاب کا جیسا کہ تقریظ سابقہ میں ٹھیک طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ ہے کہ اوقاف اور فقرے علی حدہ علی حدہ نہیں ہیں۔ اور اگر بلحاظ فہرستِ مضامین اس قسم کی تقسیم ابواب پر کر دی جائے تو اس میں شک نہیں ہے کہ اس کتاب میں بڑی خوبی ہو جائے۔''(۱)

مجموعی طور پر یہ کتاب ڈپٹی نذیر احمد کی سوانح کے بارے میں انتہائی بنیادی اہمیت کی حامل ہے جو نہ صرف اپنے نفسِ مضمون اور مواد کی وجہ سے اہمیت رکھتی ہے، بلکہ اردو کے پہلے ناول نگار کی زندگی کو موضوع بنانے کے حوالے سے اختصاص کی بھی حامل ہے۔ چونکہ یہ کتاب ایک سوانح حیات کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ اس لیے نذیر احمد کے ناولوں کے بجائے ان کی زندگی پر زیادہ توجہ دلاتی ہے اس میں ناول سے زیادہ ناول نگار اہمیت رکھتا ہے۔ مصنف کا اسلوب اور دلائل کا انداز تحقیقی ہے۔ خاص طور پر ناول نگار کی تاریخ پیدائش کے متعلق مصنف کی جستجو اور زندگی کے دوسرے حالات کے متعلق ان کی دیدہ ریزی قابلِ قدر ہے۔

''حیات النذیر'' نذیر احمد کے سوانح کے حوالے سے اہمیت کی حامل تھی، تاہم اردو ناول پر پہلی باقاعدہ کتاب ''اردو کا پہلا ناول نگار، شمس العلماء مولوی نذیر احمد دہلوی'' ہے جو ۱۹۳۴ء کو شائع ہوئی اور اسے اویس احمد ادیب نے تصنیف کیا۔ اس کتاب کا ابتدائیہ معروف ادیب تارا چند نے لکھا ہے۔ وہ اس وقت ہندوستانی اکیڈمی کے جنرل سیکرٹری تھے اور انہوں نے اس کتاب کی بابت لکھا ہے۔

''اسی سلسلہ میں ۱۹۳۲ء کے مقابلہ میں مسٹر اویس احمد نے شمس العلماء ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے ناولوں پر یہ تنقیدی مقالہ لکھ کر بھیجا تھا۔ اکیڈمی کے کارکنان نے جتنے مضامین مقابلے کے لیے آئے تھے سب پر غور کرنے کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اس سال کے مضامین میں مسٹر اویس احمد کا مضمون بہترین ہے اور وہ انعام کے مستحق ہیں۔''(۲)

یہ مختصر کتاب اپنے دور کے پہلے ناول نگار کو موضوع بناتی ہے جس میں نذیر احمد کے ناولوں کے مختصر انداز میں تجزیات کیے ہیں۔ اولیت کے اعتبار سے اس کتاب کی بھی اہمیت تاریخی ہی ہے۔

''نذیر احمد احوال و آثار'' از افتخار صدیقی ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا آغاز ''حیات النذیر'' پر اعتراضات سے ہوتا ہے۔ صاحبِ کتاب کے خیال میں ''حیات

> النذیر'' میں افتخار بلگرامی کا اتنا کردار نہیں ہے بلکہ اس کتاب میں نذیر احمد کی تحریروں کو ہی اٹھا کر رکھ دیا گیا ہے اور لوگوں نے ''حیات النذیر'' کو افتخار بلگرامی کی تحقیق سمجھ لیا۔ ان کے خیال کے مطابق اس کتاب کو شہرت کتاب کے عنوان سے ملی ہے۔ کیونکہ یہ نذیر احمد پر پہلی کتاب تھی۔

اس کتاب میں افتخار صدیقی نے نذیر احمد کی ناول نگاری کے جو ادوار تعمیر کر دئے تھے بعد کے ناقدین اور محققین نے انہیں ادوار کو تسلیم کرتے ہوئے نذیر احمد کے مطالعات کیئے۔

افتخار صدیقی مراۃ العروس کے لکھنے کی کہانی، گارساں دتاسی کے حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں کہ سر ولیم میور نے کتابوں کو تحریر کرنے پر انعامات کا آغاز کیا۔ مراۃ العروس بھی اس انعام کے لیے لکھا گیا جس پر نذیر احمد کو ۱۰۰۰ روپے انعام ملا۔ (۳)

افتخار صدیقی نے نذیر احمد کے ناولوں کو دو ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا دور انعام کے حصول کے لیے لکھے گئے ناولوں کا ہے۔ جس میں ''مراۃ العروس''، ''بنات النعش'' اور ''توبۃ النصوح'' شامل ہیں۔ ان ناولوں میں مقصدیت پائی جاتی ہے۔ جبکہ دوسرا دور فنی بالیدگی کا ہے۔ جس میں ''فسانہ مبتلا''، ''ابن الوقت''، ''ایامیٰ'' اور ''رویائے صادقہ'' جیسے ناول لکھے گئے۔

مصنف کے نزدیک دوسرا دور نذیر احمد کی ناول نگاری کے عروج کا دور ہے۔ افتخار صدیقی نے اویس احمد ادیب کی کتاب، ''اردو کا پہلا ناول نگار'' ۱۹۳۴ء کو ماخذات کا حصہ نہیں بنایا۔ مجموعی طور پر ''نذیر احمد احوال و آثار'' نذیر پر لکھی جانے والی تنقید میں سب سے معتبر دستاویز ہے۔ اس کتاب میں ناولوں کے تجزیات، فکری اور فلسفیانہ گہرائی لیے ہوئے ہیں۔ آج بھی اس مطالعے کو نذیر احمد کے حوالے سے مستند سمجھا جاتا ہے۔

بشیر محمود اختر کی کتاب نذیر احمد کی ناول نگاری ۱۹۶۶ء میں فیصل آباد سے شائع ہوئی۔ نذیر احمد کی ناول نگاری سے متعلق یہ کتاب منفرد ترتیب کی حامل ہے۔ کتاب کے آغاز میں نذیر احمد کی سوانح، ان کی تصانیف اور تراجم کی فہرست دی گئی ہے جبکہ اگلے دو مختصر ابواب میں نذیر احمد کے اُسلوب اور فن کا جائزہ لیا گیا ہے، کردار نگاری کے فن اور نذیر احمد کی کردار نگاری کے حوالے سے فنی بحث بھی کی گئی ہے۔ مختلف ناقدین کی آراء کی روشنی میں ناولوں کے موضوعات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ نذیر احمد کے اُسلوب کے بارے میں تجزیہ نگار لکھتے ہیں کہ ان کا اسلوب عوامی ہے جس میں سادگی اور خوش رنگی پائی جاتی ہے۔

ابتدائی ابواب کے بعد نذیر احمد کے سات ناولوں کا تفصیلی تجزیہ فکری اور فنی حوالے سے پیش کیا گیا ہے۔

طریقہ کار یہ رکھا گیا کہ پہلے حصے میں مختصراً ناول کی کہانی کا خلاصہ یعنی تلخیص جبکہ دوسرے حصے میں اس ناول کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔مصنف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ نذیر احمد کے ناول گھر کی چار دیواری سے شروع ہو کر چار دیواری کے اندر ہی ختم ہو جاتے ہیں۔صرف ایک ناول ''ابن الوقت'' ایسا ہے جس میں قصہ گھر سے باہر کی دنیا سے متعلق ہے جس میں ملک کے سیاسی اور سماجی حالات بیان کیے گئے ہیں۔مصنف کے مطابق نذیر احمد نے اپنے ناولوں میں سات بنیادی باتیں عورتوں کی معاشرتی اصلاح کے بارے میں بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ زندگی میں اطمینان اور سکون محنت سے حاصل ہوتا ہے۔
۲۔ سحر خیزی دنیا اور دین دونوں کے کاموں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔
۳۔ زندگی کے مسائل کے حل کے لیے علم بہت ضروری ہے۔
۴۔ انسان کو اپنے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرنے چاہییں۔
۵۔ درگزر کرنا سب سے بڑی انسانی خوبی ہے۔
۶۔ اصل خیرات دکھاوے کے بغیر ہوتی ہے۔
۷۔ عورتوں کو نہ صرف مذہبی تعلم حاصل کرنی چاہیے بلکہ ان کے لیے سائنس اور معاشرتی علوم کی تدریس بھی ضروری ہے۔

مصنف نے ان تجزیوں کے حوالے سے اہم بات کہی ہے کہ ناول جس دَور میں لکھے گئے تھے ان کو پرکھنے کے لیے آج کے تنقیدی معیارات مناسب نہیں بلکہ اسی دَور کے ادبی حالات کو مدِ نظر رکھ کر دیکھنا چاہیے۔

اجمالی طور پر دیکھا جائے تو یہ کتاب اپنے نفس مضمون اور ترتیب کے لحاظ سے نہ صرف منفرد ہے بلکہ نذیر احمد سے متعلق لکھی گئی کتابوں میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔

''نذیر احمد کی شخصیت اور کارنامے'' کے عنوان سے ڈاکٹر اشفاق احمد اعظمی نے یہ مقالہ پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے تحریر کیا تھا جو بعد ازاں ۱۹۷۴ میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔

مقالے میں نذیر احمد کی سوانح، پس منظر اور تراجم کے علاوہ نذیر احمد کی ناول نگاری کے حوالے سے تین ابواب قائم کئے گئے ہیں۔ پہلا باب ''اُردو زبان میں قصے کے ارتقاء'' اور ''نذیر احمد کے ناولوں کا پس منظر'' کے عنوان سے ہے۔جس میں اس پہلو سے بحث کی گئی ہے کہ داستان اور قصہ گوئی کا فن کیسے ارتقائی مدارج طے کرتا ہوا ناول نگاری کی حدود میں داخل ہوا اور کن داستانی عناصر کو ترک کر کے نئے عناصر کہانی میں شامل کیے گئے اور کن فنی تبدیلیوں کی بناء پر کہانی کو ناول کا نام دیا گیا۔ برصغیر میں داستان گوئی کے فن کے ارتقاء میں فورٹ ولیم کالج کی داستانوں سے بحث کرتے ہوئے نذیر احمد تک کے پون صدی کے سفر کو اجمالاً دکھایا گیا ہے اور معاصر انگریزی اور یورپی ناولوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔اس پس منظر کے ساتھ نذیر احمد کے دَور کے سیاسی حالات اور سماجی صورتِ حال کا

تجزیہ مقالے کا حصہ ہے جس نے نذیر احمد کو فکری حوالے سے متاثر کیا اور انہوں نے مافوق الفطرت عناصر کے برعکس زندگی کے حقیقی واقعات کو اپنے ناولوں کا حصہ بنایا۔ مصنف کے مطابق نذیر احمد کے بہت سے فنی اور فکری عناصر ایسے ہیں جنہوں نے بعد میں آنے والے ناول نگاروں کو متاثر کیا۔

اگلے ابواب میں مصنف نے نذیر احمد کی ناول نگاری کو دو ادوار میں تقسیم کر کے ان کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ یہیں پر انہوں نے نذیر احمد کے پہلے تین ناولوں کے انگریزی ماخذات کا بھی تحقیقی تجزیہ پیش کیا ہے۔

مقالے کی خاص بات نذیر احمد کی حقیقت نگاری کی طرف منفرد اشارہ ہے۔ مصنف کے مطابق نذیر احمد کے بعد کے ادوار میں بھی ایسی حقیقت نگاری مشکل سے ہی ملتی ہے۔ کتاب کے آخر میں مصادر کی فہرست اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مقالہ نگار نے ان تمام ماخذات سے استفادہ کیا ہے جو اس وقت تک میسر تھے۔ چونکہ مقالے میں نذیر احمد کی پوری شخصیت اور تمام تصنیفات اور تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے اس لیے ناول نگاری کو نسبتاً کم توجہ میسر آئی ہے لیکن پھر بھی تشنگی کا احساس نہیں ہوتا۔

جدید دور میں انیس ناگی کی کتاب ''نذیر احمد کی ناول نگاری'' ۱۹۸۱ء نذیر احمد پر لکھی گئی ان چند کتابوں میں سے ہے جن میں تجزیاتی بصیرت دکھائی دیتی ہے۔ اس مختصر کتاب میں کل دس ابواب ہیں۔ جن میں نذیر احمد کے آخری دور کے تین ناولوں ''فسانۂ مبتلا''، ''ابن الوقت''، اور ''ایامیٰ'' کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔

پہلے باب کا عنوان 'نذیر احمد کی گمراہ شخصیتیں' ہے۔ ان کا یہ مضمون کردار اور شخصیت کی تشکیل کے متعلق نظریاتی مباحث سے شروع ہوتا ہے۔ جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ علامت، تمثیل، شخصیت اور کردار بنیادی طور پر ایک دوسرے سے مختلف چیزیں ہیں جبکہ احسن فاروقی نے اپنے تجزیوں میں کہا ہے کہ نذیر احمد کے ہاں علامت اور تمثیل کے بنیادی فرق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ (۴)

اس بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ ابن الوقت ایک سیاسی تمثیل کا کردار نہیں بلکہ ایک علامتی شخصیت ہے۔ ان کے مطابق نذیر احمد کے ناولوں میں ابن الوقت، کلیم، ظاہر دار بیگ اور مبتلا، چار ایسے کردار ہیں جو معتوب ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ یہی چاروں افراد دراصل ایسی شخصیتوں کے حامل ہیں جن کو خاص طور پر ناول کے کردار کہا جا سکتا ہے۔ یہ سارے کردار ایک اعتبار سے مختلف جہتوں کے مالک ہیں۔ انیس ناگی نے ان چار کرداروں کا الگ الگ تفصیلی تجزیہ کیا ہے اور ان کی شخصیت کے مذہبی، سماجی اور سیاسی پہلوؤں سے تفصیلاً بحث کی ہے۔ دوسرا مضمون فسانۂ مبتلا کے بارے میں ہے۔ جس کو ''ایک دلچسپ ناول'' کے عنوان کے تحت دیکھا گیا ہے۔ انیس ناگی کے خیال میں یہ ناول اپنے دور کے معاشرتی مسائل سے بحث کرتا ہے اور اس کے موضوعات حقوق العباد، تعدد ازدواج اور مسلمانوں

کے سیاسی مسائل ہیں۔ انیس ناگی نے سارے اہم کرداروں کے تجزیے اور ناول کے موضوع کے ساتھ ساتھ اس کش مکش پر بھی روشنی ڈالی ہے جو خود ناول نگار کے اندر مذہب اور جدید سماجی مسائل کے بارے میں چل رہی تھی۔ اگلا مضمون ''ابن الوقت کا سفر نامہ'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں بھی انہوں نے موضوع کی فکر سے بحث کی ہے اور مرکزی کردار ابن الوقت کی شخصیت کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ مصنف کے خیال کے مطابق نذیر احمد کا یہ ناول اپنے دور کے مذہبی اعتقادات، سماجی رسوم اور سیاسی حالات کے متعلق ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

''ابن الوقت کا سفر انسانی تجربات، معاشرتی حقائق اور نئی بصیرتوں کی جستجو کا سفر تھا۔ اگر چہ انفرادی اعتبار سے ابن الوقت کو اپنی منزل کے حصول میں ناکامی سے دوچار ہونا پڑا لیکن نذیر احمد نے اس کے حوالے سے چند ایسی تصویریں اور نتائج مرتب کیے جو تمدنی، تاریخی اور معاشرتی نقطہ نظر سے کافی اہمیت کے مالک ہیں۔''(۵)

انیس ناگی نے اس ناول کی فنی خوبیوں اور کرداروں کی تشکیل میں ان کی ماہرانہ گرفت کا بھی تجزیہ کیا ہے۔ ان کے مطابق نذیر احمد نے اپنی فراست کے مطابق ناول کی ایسی ہیئت تیار کی جو جامد کی بجائے سیال ہے۔(۶)

کتاب کے اگلے دو مضامین ''نذیر احمد اور انگریز'' اور ''نذیر احمد کی قدریں'' کے عنوان سے ہیں۔ ان ابواب میں نذیر احمد کی اس فکری کش مکش کا ذکر کیا گیا ہے جو ان کی ناول نگاری کے لیے محرک کا باعث بنتی تھی۔ ایک طرف تو نذیر احمد انگریزی راج کے وفادار اور مغربی علوم کو حاصل کرنے کی تلقین کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف مذہب بھی ان کو سب چیزوں سے زیادہ عزیز ہے۔ یہی دورنگی ان کے ناولوں میں نظر آتی ہے۔ جس میں وہ انگریزوں سے تعلق بھی قائم رکھنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف عورتوں کو بھی جدید تعلیم سے دور رکھتے ہوئے صرف مذہبی اور گھریلو قسم کی تعلیم دینے کے حق میں ہیں۔

اگلا مضمون نذیر احمد کے ناول ایامیٰ کے بارے میں ہے۔ جس کا موضوع اس دور کا مولوی اور بیوہ عورتیں ہیں، کتاب کے آخری دو مضامین نذیر احمد کی فکر اور فن سے متعلق ہیں جس میں انہوں نے معاشرتی اقدار، نذیر احمد کی فکر اور ان کے نظریاتی تضاد کا مطالعہ کیا ہے۔ انیس ناگی کی یہ کتاب نذیر احمد کے حوالے سے بہت اہم اور بنیادی نوعیت کی ہے۔ تجزیاتی طریقہ سائنسی اور مدلل ہے۔ کہیں بھی ناولوں سے اقتباسات اور معاصر تنقید سے حوالہ نہیں دیا گیا بلکہ تنقیدی بصیرت سے ناولوں کی فکر اور فنی وسائل کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

۱۹۸۴ء میں شائع ہونے والی نورالحسن نقوی کی کتاب ''نذیر احمد'' ڈپٹی نذیر احمد کی زندگی اور ناول نگاری کے حوالے سے تعارفی تحریر ہے جو نو واردانِ بساطِ ادب کو اردو زبان کے عالم اور پہلے ناول نگار سے متعارف کروانے

کے لیے لکھی گئی ہے۔ساہتیہ اکادمی ہندوستانی ادب کے معمار کے سلسلے کا یہ کتابچہ ڈپٹی نذیر احمد کی سوانح اور ادبی خدمات کے مختصر تعارف پر مشتمل ہے۔ جسے نورالحسن نقوی نے تحریر کیا ہے۔ یہ مختصر کتابچہ مختصر ترین نو[۰۹] حصوں پر مشتمل ہے جن کا چوتھا حصہ ناول نگاری کے عنوان سے ہے۔ناولوں کے اس تنقیدی تجزیے کو صرف سات صفحات میں مکمل کیا گیا ہے۔اس حصے میں انتہائی اختصار سے ناولوں کے متعلق تحقیقی معلومات دی گئی ہیں اور موضوع اور کرداروں کے متعلق چند پیرا گراف لکھے گئے ہیں۔

ان تجزیوں میں جو اقتباسات دیے گئے ہیں۔ وہ انتہائی مختصر اور متن کے اندر ہی دیے گئے ہیں جو تحقیقی نگاہ سے بہتر طریقہ ہے جس سے نہ صرف بیان میں روانی پیدا ہوتی ہے بلکہ اپنے خیالات کے حق میں واضح دلیل بھی میسر آ جاتی ہے۔کتاب کا پانچواں باب ناول نگاری کی خصوصیات کے عنوان سے ہے، جس میں داستانوں کے ارتقا اور ان کے موضوع سے مختصر بحث کے بعد نذیر احمد کی ناول نگاری کی خصوصیات بیان کی گئی ہے۔مصنف کے مطابق ادب کی بنیادی توجیہہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے مسرت اور بصیرت حاصل ہو، چونکہ داستانیں اصلی دنیا اور سچی زندگی سے بہت دور تھیں اس لیے ادب کی دوسری بنیادی شرط یعنی بصیرت کا حصول ناممکن تھا۔اس لیے داستان سے دوری ہوئی اور ناول وجود میں آیا۔(۷)

مصنف نے نذیر احمد کے ناولوں کی خصوصیات کے جن بنیادی عناصر کو تلاش کیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔حقیقت نگاری	۲۔افادی نقطۂ نظر	۳۔مختصر کینوس
۴۔پلاٹ	۵۔کردار نگاری	۶۔مکالمہ نگاری
۷۔زبان و بیان	۸۔نقطۂ نظر	۹۔دلچسپی کا عنصر

تجزیہ نگار نے مندرجہ بالا عنوانات کے تحت ناول نگاری کی ان تمام بنیادی خوبیوں کا مدلل انداز میں اثبات کیا ہے۔مثال کے طور پر حقیقت نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بہت سے ناقدین نذیر احمد کے کرداروں حجۃ الاسلام، ابن الوقت اور آزادی بیگم کو بالترتیب نذیر احمد، سر سید احمد خان اور ان کی ایک بیوہ سالی کا عکس بتاتے ہیں، جو ان کی حقیقت نگاری کا واضح ثبوت ہے۔(۸)

غرض یہ کتاب با قامت کہتر با قیمت بہتر کے مصداق نذیر احمد پر بنیادی حوالے کی حیثیت رکھتی ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر زینت بشیر نے اپنا مقالہ ''نذیر احمد کے ناولوں میں نسوانی کردار'' پی ایچ ڈی کی تحقیق کی غرض سے لکھا جو بعد ازاں ۱۹۹۱ء میں کتابی شکل میں اشاعت پذیر ہوا۔نذیر احمد نہ صرف اردو کے پہلے ناول نگار ہیں بلکہ ان کی شخصیت اور ناولوں کو یہ اختصاص حاصل ہے کہ پاک و ہند کی جامعات میں سندی تحقیق کے لیے مختلف

پہلوؤں کا احاطہ کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ نذیر احمد پر ہونے والی تحقیق میں بعض حوالے تو بار بار دہرائے جاتے رہے ہیں مگر بعض پہلو ایسے بھی تلاش کیے گئے جو نذیر فہمی میں معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر زینت بشیر کا مقالہ بھی اس حوالے سے ایک کارآمد تحقیق ہے۔

مقالہ نگار نے نذیر احمد کے ناولوں کے نسوانی کرداروں کو ایک عورت کی نظر سے دیکھا ہے۔ مصنفہ نے اپنے مقالے کو سات ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے دو ابواب نذیر احمد کے عہد اور حالات زندگی کے بارے میں ہیں، جن کو روایتی انداز میں میسر ماخذات کی مدد سے ترتیب دیا گیا ہے جو مقالہ کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ اس طرح اگلے دو ابواب نذیر احمد کی ناول نگاری اور کردار نگاری کے متعلق ہیں، جن میں اجمالی طور پر نذیر احمد کے ناولوں پر کیے گئے اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے اور ترتیب وار ان کے ناولوں کے سن اشاعت اور مختصر خلاصے دیے گئے ہیں جبکہ کردار نگاری والے باب میں ناول کی اقسام، ناول میں کرداروں کی اہمیت اور کردار کی تخلیق کے متعلق بنیادی اُصولوں سے بحث کی گئی ہے۔ کرداروں کی مختلف اقسام کے متعلق نظری مباحث بھی شامل ہیں اور نذیر احمد کے ناولوں سے مثالوں کے ذریعے ان مباحث کی وضاحت کی گئی ہے۔ مصنفہ نے اس باب میں نذیر احمد کے تمام مرد کرداروں کا ناولوں کے حوالے سے ترتیب وار جائزہ بھی پیش کیا ہے۔ مصنفہ کا خیال ہے کہ بہت سے ناقدین نے نذیر احمد کی کردار نگاری کو نظر انداز کیا ہے ان کے مطابق نذیر احمد اُردو میں کردار نگاری کے مُوجد ہیں اور اُردو ادب میں کرداری نگاری کے ارتقا میں ان کے ناول اوّلیت کے حامل ہیں۔(۹)

مقالے کا بنیادی باب ''نذیر احمد کے ناولوں میں نسوانی کرداروں کا تحقیقی اور تنقیدی تجزیہ'' ہے۔ یہ باب مقالے میں چھٹے نمبر پر ہے اور سب سے ضخیم ہے۔ مصنفہ نے اس حصے میں عورت کی شخصیت اس کے فرائض اور اس کی مذہبی حیثیت کے متعلق بھی لکھا ہے۔ ان کے مطابق نذیر احمد سے پہلے اُردو ادب، شاعری اور داستان نگاری میں عورت کا تصور بے جان اور مفعولی قسم کا ہے۔ مصنفہ نے اس زمانے میں ادب اور سوسائٹی میں عورت کی حیثیت سے بحث کی ہے اور یہ دلیل پیش کی ہے کہ نذیر احمد سے پہلے عورت کا جو تصور ادب میں پیش کیا جاتا تھا اسے نذیر احمد نے بدل کر رکھ دیا ہے۔ عورت کی زندگی کی کیفیت ضمنی اور ذیلی ہوتی تھی اور معاشرتی زندگی میں اس کا حصہ بالکل صفر تھا۔ نذیر احمد نے عورت کے جو کردار اپنے ناولوں میں پیش کیے ہیں بے شک وہ آج کے ترقی یافتہ دور میں مکمل طور پر کامل نہیں ہیں، لیکن اپنے دَور میں وہ گھریلو زندگی میں با اختیار ہو کر معاشرے کے نصف حصے کی مالک سمجھی جاتی تھی۔ یہ کردار گھر کی چار دیواری میں رہنے والے ذمہ دار انسان کی حیثیت کے حامل ہیں۔ وہ انسان ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے معاشرے کی ترقی میں برابر کے شریک ہیں۔ دوسری اہم بات جو مصنفہ نے نذیر احمد کے نسوانی

کرداروں کے تجزیے سے ثابت کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ تربیت سے انسان کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔

> ''نذیر احمد کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ صحیح تربیت جوہر کو تراشتی ہے ورنہ جوہر رائیگاں جائے گا، حالانکہ ان سے قبل قصہ نگاروں کا خیال تھا کہ جوہر فطری ہوتے ہیں یعنی بدوں کے بچے بد اور نیکوں کے بچے نیک اور اچھے نکلتے ہیں، مگر نذیر احمد اس کے قائل نہ تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اچھا ماحول، معاشرہ اور اچھی تعلیم و تربیت دینے سے بُرے بچے بھی ٹھیک ہو جاتے ہیں۔'' **(۱۰)**

مقالہ نگار نے مندرجہ بالا نظری مباحث سے اپنے نتائج اخذ کرنے کے بعد نذیر احمد کے تمام ناولوں کے نسوانی کرداروں کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ روایتی انداز میں ناولوں سے لمبے لمبے اقتباسات دیے گئے ہیں۔ ناول کے چھوٹے سے چھوٹے نسوانی کردار کو بھی باریک بینی سے پرکھا گیا ہے۔ اس لحاظ سے مصنفہ کا یہ کام ان کی محنت کو ظاہر کرتا ہے۔

آخری باب نذیر احمد کے فن وفکر پر ایک اجمالی نظر کے عنوان سے ہے، جس میں تجزیہ نگار نے گذشتہ ابواب میں کیے گئے تنقیدی مباحث کو اکٹھا کیا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے نسوانی کرداروں کے ذریعے اپنے دَور کے معاشرتی مسائل کو پیش کیا ہے۔ عورتوں اور مردوں کے ایک دوسرے پر حقوق کو واضح کیا ہے۔ داستان کی عورت جو صرف تفریح کا ذریعہ تھی اس کی بجائے ناول میں ایک ذمہ دار عورت کو دکھایا ہے جو اپنے گھر خاوند اور بچوں کو سنبھالنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ان کے کردار زیادہ تر مقصدی ہیں۔ اس لیے فنی نقطہ نظر سے کمزور ہیں اور ٹائپ کردار ہیں۔ نذیر احمد کے کرداروں میں گھر میں کام کرنے والی عورتوں کے کردار حقیقی اور جاندار ہیں۔ غرض مصنفہ کے خیال کے مطابق نذیر احمد نے ادب میں عورت کو پورے اعزاز اور معاشرتی ذمہ دار کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

مجموعی طور پر یہ مقالہ اپنے زبان وبیان اور تفصیلی تجزیوں کے سبب انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ مصنفہ کا اسلوب سادہ اور رواں ہے۔ بے جا مشکل اصطلاحات کا استعمال نہیں کیا گیا۔ نذیر احمد کے متعلق لکھی گئی معاصر تنقید سے استفادہ کیا گیا ہے۔ تحقیقی نقطہ نگاہ سے کتاب خامیوں سے پاک ہے۔ غرض مطالعہ نذیر احمد میں یہ مقالہ اپنے مواد اور موضوع کے حوالے سے بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

معروف نقاد ڈاکٹر سلیم اختر نے ''مرۃ العروس کا تجزیاتی مطالعہ'' ۲۰۰۰ء، لندن یونیورسٹی کے اے۔ لیول کے طلبہ کی نصابی ضرورتوں کے تحت لکھا گیا۔

یہ کتابچہ چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ ڈپٹی نذیر احمد کے عہد، شخصیت اور تصانیف کے حوالے سے

ہے۔ جس میں ان کے احوال وآثار بیان کیے گئے ہیں۔ ان کی شخصیت، تعلیم، ادبی خدمات، اور خانگی حالات پر بحث کی گئی ہے۔ ان کی تصانیف کی فہرست اور ان کے اعزازات کے ساتھ ساتھ ان کے اُسلوب اور کرداروں پر بحث شامل ہے۔ اس کے بعد مراۃ العروس کی اُردو ناول نگاری میں اولیت پر بحث شامل ہے۔

دوسرا باب ڈپٹی نذیر احمد مقصد پسند ناول نگار کے عنوان سے ہے۔ جس میں ذیلی عنوانات کے تحت ان کی مقصدیت کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس باب کے ذیلی عنوانات درج ذیل ہیں: سرسید کے اثرات، عہد تغیر کی عمرانی فضا، انگریز اور انگریزی سے شغف، ناولوں کے اصلاحی مقاصد، نذیر احمد کی اہمیت، نصابی ناول۔

کتاب کا تیسرا باب نذیر احمد کا ناول کا تصور کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں نذیر احمد کے دیباچوں کی مدد سے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے اخلاقی نقطہ کو مدنظر رکھ کر اپنے بچوں کو پڑھانے کے لیے یہ کتابیں تحریر کی ہیں۔ اس بحث کی مدد سے ڈپٹی نذیر احمد کا ادبی زاویہ متعین کیا گیا ہے۔

کتاب کا آخری باب مراۃ العروس کے تجزیاتی مطالعہ پر مشتمل ہے۔ ناول کے فن پر بحث کے بعد مراۃ العروس کے کرداروں پر عمومی تبصرہ کیا گیا ہے اور آخر میں ڈپٹی نذیر احمد کا تاریخی کردار بیان کیا گیا ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ نذیر احمد عہد اصلاح کی پیداوار تھے۔ انہیں ناول کے فنی پہلوؤں، کردار نگاری کی نفسیاتی نزاکتوں اور اُسلوب کی جمالیات سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ وہ ناول کے خلاف تھے۔ لہٰذا وہ تفریح طبع کے لیے ناول نہ لکھ سکتے تھے۔ ان کے مقاصد خاص تھے اور ان کی ترویج کے لیے انہوں نے ناول قلم بند کیے۔ (۱۱)

یہ کتاب چونکہ طالب علموں کی ضرورت کو مدِنظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ اس لیے نہایت مختصر ہے اور سادہ انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ پہلے تین ابواب میں ڈپٹی نذیر احمد کے احوال وآثار اور ناول نگاری اور حوالہ جات میں دیے گئے ماخذات سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل مصنف نے ناول کی تفہیم میں معاون قدیم و جدید ماخذات سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

نذیر احمد کی ناول نگاری سے ہٹ کر بھی ان کی دوسری جہات کے حوالے سے ان پر تحقیق کی گی ہے مثلاً علی گڑھ تحریک میں ان کے کردار کے حوالے سے شجاع احمد زیبا کی کتاب ''مولوی نذیر احمد اور علی گڑھ تحریک'' خاصے کی کتاب ہے۔ (۱۲) اسی طرح مولوی صاحب کی تخلیقی و علمی جہات کا احاطہ کرنے والے نادر و کمیاب مضامین کا مجموعہ ''ڈپٹی نذیر احمد، احوال وآثار'' محمد اکرام چغتائی نے حال ہی میں ترتیب دیا ہے۔ (۱۳) سردست ان کتابوں کا تجزیہ ہمارے حدود سے باہر ہے۔

اردو میں نقدِ نذیر احمد کے جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نذیر احمد کی شخصیت اور ناول نگاری کو

تسلسل سے سندی اور غیر سندی تحقیق وتنقید کا موضوع بنایا جاتا رہا ہے۔ اردو میں فکشن بالخصوص ناول پر تحقیقی وتنقیدی کام کا سرمایہ تسلی بخش نہیں ہے۔ ایسے میں نذیر احمد پر شائع ہونے والی کتب نہ صرف ان کی خدمات کا اعتراف ہیں بلکہ مستقبل میں ناول نگاری کے لیے روشن امکانات کی بھی دلیل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ افتخار عالم بلگرامی، ''حیات النذیر''، شمسی پریس، دہلی، ۱۹۱۲ء، ص۱۸۱

۲۔ اویس احمد ادیب، ''اردو کا پہلا ناول نگار: شمس العلماء مولوی نذیر احمد دہلوی''، ہندوستانی اکیڈمی، اِلہ آباد، ۱۹۳۴ء

۳۔ افتخار صدیقی، ''نذیر احمد احوال وآثار''، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص۳۱۷

۴۔ انیس ناگی، ''نذیر احمد کی ناول نگاری''، مکتبۂ جمالیات، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص۹

۵۔ انیس ناگی، ''نذیر احمد کی ناول نگاری''، ص۵۰

۶۔ انیس ناگی، ''نذیر احمد کی ناول نگاری''، ص۶۵

۷۔ انیس ناگی، ''نذیر احمد کی ناول نگاری''، ص۵۰

۸۔ نورالحسن نقوی، ۱۹۹۱ء، ص۵۰

۹۔ زینت بشیر، ڈاکٹر، ''نذیر احمد کے ناولوں میں نسوانی کردار''، اعجاز پرنٹنگ پریس، حیدر آباد، ۱۹۹۱ء، ص۲۰۳

۱۰۔ ایضاً، ص۲۲۴

۱۱۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، ''مراۃ العروس کا تجزیاتی مطالعہ''، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص۶۸

۱۲۔ شجاع احمد زیبا، ''مولوی نذیر احمد اور علی گڑھ تحریک''، مکتبہ اسلوب، کراچی، ۱۹۸۷ء

۱۳۔ چغتائی، محمد اکرام، ''ڈپٹی نذیر احمد احوال وآثار''، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۲۰۱۳ء